سرکاری رپورٹ

چھٹا/بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۹۴ء

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱-	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲-	دعائے مغفرت	۳
۳-	وقفہ سوالات	۳
۴-	رخصت کی درخواستیں	۱۹
۴-	بجٹ پر عام بحث (سردار محمد اختر مینگل کی تقریر)	۲۰

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ جناب اسپیکر ----- عبدالوحید بلوچ
۲۔ جناب ڈپٹی اسپیکر ----- مسٹر ارجن داس بگٹی

افسران صوبائی اسمبلی

۱۔ سیکریٹری اسمبلی ----- مسٹر اختر حسین خاں
۲۔ جوائنٹ سیکریٹری ----- محمد افضل

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چھٹا بجٹ اجلاس

مورخہ ۲۳ جون ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری

(بروز پنجشنبہ)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ اسپیکر

بوقت تین بج کر پینتیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالرحمٰن اخوند زاد

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا
جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے۔ اور ہم اسی کے بندے ہیں۔ اور پھر وہ اس پر مستقیم رہے۔ تو انھیں کوئی خوف و خطر نہیں۔ اور نہ ان کو رنج و غم ہوگا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ اپنے اعمال کے بدلہ میں۔ وہ جنت ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) :- جناب اسپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے مشہد مقدس میں جو بم پھٹنے کا واقع ہوا جس کے نتیجہ میں Consueltios (جانی نقصان) ہوا ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور اس واقعہ کی مذمت کی جائے۔

جناب اسپیکر :- جی مولانا صاحب دعائے مغفرت کیں۔

(ایوان میں دعائے مغفرت کی گئی)

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر :- وقفہ سوالات۔ سوال نمبر ۵۰ ڈاکٹر سردار حسین صاحب دریافت فرمائیں۔ (معزز رکن کی غیر موجودگی میں میر محمد صادق عمرانی نے سوال نمبر پکارا)

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب اسپیکر! سوال کنندہ خود نہیں ہیں۔ ان کے یہ شرافت کافی ہے کہ انھوں نے سوال کا نمبر کہہ دیا۔

جناب اسپیکر :- صادق عمرانی صاحب جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔ کوئی ضمنی سوال ؟ اگلا سوال ۱۱۶ میر محمد صادق عمرانی صاحب دریافت فرمائیں۔

X ۵۰ ڈاکٹر سردار محمد حسین :- (مسٹر محمد صادق عمرانی صاحب نے دریافت کیا)

کیا وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا کوئٹہ کے موجودہ مینجنگ ڈائریکٹر اس سے قبل کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کوئٹہ گریڈ واٹر سپلائی پراجیکٹ کے پراجیکٹ انجینئر تھے؟

(ب) کیا بھی یہ درست ہے کہ متعدد مالی اور انتظامی بے قاعدگیوں اور بد عنوانیوں کے الزامات کی بناء پر پراجیکٹ انجینئر امجد درانی کے خلاف محکمہ اینٹی کرپشن کو باقاعدہ انکوائری

سونپی گئی تھی۔ جس کی ایف آئی آر کا نمبر ۸۸/Q/۶ ہے اور وہ کافی عرصہ تک اس انکوائری کی وجہ سے معطل بھی رہا؟

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بتایا جائے کہ اس انکوائری کا کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ نیز اگر انکوائری ابھی تک جاری ہے اور آفیسر مذکورہ مبینہ کرپشن کے الزمات سے بری الذمہ قرار نہیں دیا گیا تو اسے ترقی دے کر واسا کا مینجنگ ڈائریکٹر تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں تفصیل دی جائے؟

الحاج گل زمان کاسی (وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات) :۔

(الف) بی واسا کے موجودہ مینجنگ ڈائریکٹر ۱۷ جون ۱۹۸۲ء سے ۱۰ جولائی ۱۹۸۵ء تک کوئٹہ ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے کوئٹہ گریٹر واٹر سپلائی پر پراجیکٹ انجینئر تعینات رہے ہیں۔

(ب) سردار محمد امجد درانی کے خلاف سلطان حمید رضوی مینجنگ ڈائریکٹر نے ۱۹۸۸ء میں محکمہ اینٹی کرپشن میں کیس درج کرایا تھا۔ امجد درانی اس کیس کے درج ہونے کے بعد معطل نہیں رہے ہیں۔

(ج) محکمہ اینٹی کرپشن نے تحقیقات کے بعد کیس کو اینٹی کرپشن کونسل میں پیش کردیا۔ انٹی کرپشن کونسل نے اپنے ۲۲ نومبر ۱۹۹۳ء کے اجلاس میں عدم ثبوت کی بنیاد پر کیس کو متفقہ طور پر خارج کردیا۔

آفیسر مذکورہ کو ترقی نہیں دی گئی وہ اس سے قبل بھی ۹۰-۱۹۸۹ء میں مینجنگ ڈائریکٹر تعینات رہ چکے ہیں۔

X ۱۱۶ **میر محمد صادق عمرانی** :۔ کیا وزیر شہری منصوبہ بندی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ مراد جمالی میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پچاس پچاس ایکٹر زمین پر ہاؤسنگ اسکیم بنانے کی منظوری ہوئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس اسکیم پر کام نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر شہری منصوبہ بندی :- اگرچہ اس معاملے کا تعلق محکمہ بلدیات سے نہیں، مگر پھر بھی کمشنر نصیر آباد ڈویژن سے رابطہ کیا گیا۔ جن کی اطلاع کے مطابق ۵۰ ایکٹر زمین ہاؤسنگ اسکیم کے لئے مختص ہے اس پر کام اب تک نہیں شروع ہوسکا ہے۔ وزیر شہری ترقی، سبی میلہ کے بعد وہاں کا دورہ کریں گے جس کے دوران اسکیم کی تفصیلات طے کی جائے گی۔

میر محمد صادق عمرانی :- ابھی تو پڑھ سکے گا؟

مل گل زمان کاسی (وزیر) جی ابھی پڑھ لوں گا۔

میر محمد صادق عمرانی :- (ضمنی سوال) جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائینگے کہ سبی میلہ کب ختم ہوگا اس کے بعد وہ دورہ شروع کرینگے؟

(وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات) :- جناب سبی میلہ اگلے سال فروری میں ہوگا۔

میر محمد صادق عمرانی :- کیا آپ سبی میلہ کا دورہ کر چکے ہیں؟

وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات :- جناب یہ دورہ ہوچکا ہے اس کے لئے نقشہ بھی بنا ہے آپ کے ساتھ اگر پیسہ ہے تو کام شروع کرینگے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) :- اصل میں صوبہ بہت بڑا ہے آہستہ آہستہ ہم پہنچ جائینگے۔

میر محمد صادق عمرانی :- جناب اسپیکر صاحب! وزیر شہری منصوبہ بندی اور ترقیات کا جواب ہی غلط ہے۔ آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر :- ملک صاحب! آپ گزشتہ سبی میلہ کی بات کررہے ہیں یا آئندہ

کی۔

وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات :- جناب اسپیکر! اس دورے کے لئے میں خود ان کو مدعو کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ یہ آپ کا حلقہ ہے آپ میرے ساتھ چلیں لیکن انہوں نے میرے ساتھ جانے کی زحمت نہیں کی۔ بہرحال میں نے اپنے پلاننگ کے ڈائریکٹر کو بھیجا انہوں نے نقشہ بنایا مگر میرے ساتھ اتنا پیسہ نہیں کہ میں وہاں کام شروع کرواسکوں۔ جب پیسہ آئے گا انشاء اللہ کام شروع ہو جائے گا۔

میر محمد صادق عمرانی :- جناب میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار تھا مگر اس نے (اس موقع پر جناب اسپیکر نے معزز رکن کا مائیک بند کر دیا)

جناب اسپیکر :- No discussion please اگلا سوال نمبر ۹۰ میر محمد صادق عمرانی صاحب کا ہے دریافت کریں۔

X ۹۰ میر محمد صادق عمرانی :- کیا وزیر حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ حیوانات نے گذشتہ ادوار میں محکمہ کے مال و مویشی کی کثیر تعداد فروخت کردی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ مال مویشی کس کس کو کن قیمت پر فروخت کئے گئے اور اس سے حکومت کو کس قدر رقم وصول ہوئی تفصیل دی جائے۔

میر عبدالمجید بزنجو (وزیر امور پرورش حیوانات) :- جی ہاں۔ ان فارموں سے گاہے بگاہے ناکارہ بوڑھے اور فالتو جانوروں کی کچھ تعداد چھانٹی کر کے فروخت کی جاتی رہی ہے اور کچھ حکومت کی منظور شدہ اسکیم کے تحت جانور برائے نسل کشی زمینداروں کے ہاتھ فروخت کئے جاتے ہیں جو کہ ان فارموں کا مقصد بھی ہے۔

مختلف فارموں سے فروخت ہونے والے جانوروں کی تعداد و آمدنی درج ذیل ہے۔

سال	جانوروں کی تعداد	رقم وصول ہوئی
۹۱-۱۹۹۰ء	۵۲۹	۳۰،۳۵،۴۵۰/- روپے
۹۲-۱۹۹۱ء	۴۴۱	۳۱،۴۳،۴۰۷/- روپے
۹۳-۱۹۹۲ء	۴۳۵	۲۴،۲۹،۹۱۳/- روپے

فروخت شدہ جانوروں کی فہرست ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر محمد صادق عمرانی :- (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! میرا سوال یہ ہے الف "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ حیوانات نے گزشتہ ادوار میں محکمہ کے مال و مویشی کی کثیر تعداد فروخت کر دی ہیں" اور ب میں میرا سوال ہے کہ اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو یہ مال مویشی کس کس کو کن قیمت پر فروخت کئے گئے اور اس سے حکومت کو کس قدر رقم وصول ہوئی تفصیل دی جائے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جواب لائبریری میں ملاحظہ کریں۔

میر عبدالمجید بزنجو (وزیر پرورش حیوانات) :- جناب اسپیکر! ہم نے جواب وہاں بھیجا ہے لیکن جیسے لکھا گیا ہے کہ لائبریری میں ہے۔ فتح (ڈپٹی سیکرٹری) سے کہیں کہ لے آئے تاہم جواب شاید زیادہ بڑا اور تفصیلی ہونے کی وجہ سے لائبریری میں رکھوایا گیا ہوگا۔ ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں اس میں سب کے نام ولدیت وغیرہ بھی موجود ہے ہم نے تو پورا جواب بھیجا ہے۔ اسمبلی کو شاید لائبریری میں جناب اسپیکر کے حکم سے رکھوایا گیا ہے۔

جناب اسپیکر :- آپ کے سوال کی تفصیل دی گئی ہے۔

میر محمد صادق عمرانی :- میرے سوال میں تھا کہ مجھے تفصیلات دی جائیں۔ میں نے تفصیلات مانگی ہیں۔

جناب اسپیکر :- آپ یہ لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر محمد صادق عمرانی :- جناب اسپیکر! سر میں نے سوال فلور پر کیا ہے تو اس کا

جواب بھی مجھے اسمبلی کے فلور پر دیا جائے۔

جناب اسپیکر :- آپ بھی ذرا لائبریری کو ٹائم دیا کریں۔

بعض سوالوں کے جواب اتنے ضخیم ہوتے ہیں کہ ان کو لائبریری میں رکھ دیا یہ ممکن نہیں کہ ان کا جواب یہاں دیا جائے۔ اگلا سوال ۱۳۸ سردار میر چاکر خان ڈومکی صاحب کا ہے۔

(معزز رکن کی غیر موجودگی میں میر محمد صادق عمرانی نے سوال نمبر پکارا)

X ۱۳۸ سردار میر چاکر خان ڈومکی :- کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-

صوبہ میں کل کتنے ایسے شفاخانہ حیوانات موجود ہیں۔ جن کی بلڈنگ اور اسٹاف کے لئے کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ان شفاخانوں میں عملہ آج تک تعینات نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور ان ہسپتالوں میں عملہ کب تک بھیجا جائے گا۔

میر عبدالمجید بزنجو (وزیر امور پرورش حیوانات) :- صوبہ بھر میں اس وقت کل ۱۹ مقامات پر ایسی ڈسپنسریوں کی عمارات بنائی گئی ہیں جن میں ابھی تک کل وقتی عملہ کی تعیناتی عمل میں نہیں لائی جاسکی۔ اس سلسلے میں محکمہ مالیات اور پی اینڈ ڈی سے رابطہ قائم ہے جونہی عملہ کی منظوری موصول ہوئی مناسب عملہ تعینات کر دیا جائے گا۔ اطلاعاً" عرض ہے یہ عمارات پراجیکٹ یا ایم پی اے فنڈ سے بنائی گئی ہیں۔ ان کی تعمیر سے قبل محکمہ کو آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ عمارات کی تعمیر کے بعد بتلایا گیا کہ ان جگہوں پر عملہ مہیا کیا جائے۔

محکمہ صوبہ بھر میں اس امر کا جائزہ لے رہا ہے کہ مختلف اضلاع میں کہاں کہاں زیادہ ڈسپنسریاں ہیں جنہیں بند کیا جاسکتا ہے یا وہ کونسے مقامات ہیں۔ جہاں مزید ڈسپنسریوں کے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

X ۱۱۹ سید شیر جان بلوچ :- کیا وزیر ماہی گیری ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ فش ریز اور فش ہاربر میں لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو ان کو بلا وجہ بغیر نوٹس نوکریوں سے کیوں فارغ کیا گیا ان کی تعداد کتنی ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر ماہی گیری :- جی ہاں! کارگو آفیسر اور اسٹور آفیسر پسنی فش ہاربر اتھارٹی کے عہدوں کو حکومت بلوچستان نے یکسر ختم کردیا جس کی وجہ سے وہ ملازمت سے برخاست کردیئے گئے ہیں۔

ایک اور ملازم یو ڈی سی (U.D.C) کو فرائض میں غفلت برتنے کی وجہ سے ملازمت سے برخاست کردیا گیا ہے۔

لہٰذا کسی ملازم کو سیاسی بنیاد پر ملازمت سے برخاست نہیں کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر :- مولانا عبدالباری صاحب اپنا سوال نمبر ۱۵۲ دریافت کریں۔

X ۱۵۲ مولانا عبدالباری :- کیا وزیر امور و پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ :-

صوبہ کے کتنے تحصیل / اضلاع میں سرکاری ڈیری فارم / پولٹری فارم / بیل و بکری فارم نفع و نقصان کی بنیاد پر چل رہے ہیں نیز سال ۹۰ تا ۹۴ مذکورہ فارموں پر خرچ اور نفع و نقصان کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات :- جناب اسپیکر! جواب لمبا ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو بہتر رہے گا۔ (پڑھا ہوا تصور کیا گیا)

صوبہ میں مویشیوں، بھیڑ، بکریوں اور مرغیوں کے فارم مندرجہ ذیل مقامات پر قائم کیے گئے۔

۱۔ **ڈیری فارمز :-** کوئٹہ، پشین، لورالائی، کوہلو، خضدار، مستونگ، تربت،

پنجگور، قلات، نوشکی، ژوب، خاران، ڈیرہ بگٹی

۲- **کیٹل فارم :-** حب، اوستہ محمد، سبی

۳- **پولٹری فارمز :-** کوئٹہ، پشین، لورالائی، ژوب، مسلم باغ، سبی، اوتھل گوادر، پسنی، تربت، پنجگور، خضدار، قلات، نوشکی، کوہلو، خاران، زیارت

۴- **بھیڑ/ بکریوں کے فارمز :-** ٹیڈی گوٹ اوستہ محمد، قرہ قل شیپ فارم مسلغ شیپ ریسرچ اسٹیشن بیٹ آباد

ان فارموں کے قیام کا مقصد نفع کمانا نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کو جدید فارمنگ کے طریقہ کار سے روشناس کرانا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس فیلڈ میں شرکت کریں تاکہ صوبہ میں دودھ گوشت اور انڈوں کی کمی کو دور کیا جائے۔ یہ فارز علاقہ میں دودھ کی کمی دور کرنے وار دودھ کی پیداوار میں اضافہ کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ان فارموں کو قائم کرنے کا مقصد قیمتوں میں اضافے کو روکنا ہے ان فارموں سے اعلیٰ نسل کے مویشی نسل کشی کے لئے زمینداروں کو مناسب قیمتوں پر مہیا کئے جارہے ہیں۔

تفصیل خرچ/ آمدن درج ذیل ہے۔

گوشوارہ خرچ / آمدن سرکاری ڈیری فارمز

برائے سال ۹۱–۱۹۹۰ء، ۹۲–۱۹۹۱ء اور ۹۳–۱۹۹۲ء

نمبر شمار	مقام ڈیری فارم	۱۹۹۰–۹۱ء		۱۹۹۱–۹۲ء		۱۹۹۲–۹۳ء	
		خرچ	آمدن	خرچ	آمدن	خرچ	آمدن
۱۔	ڈیری فارم کوئٹہ	۵۳۵۶۰۰۰/-	۲۷۳۳۰۰۰/-	۶۱۵۳۰۰۰/-	۲۵۱۳۰۰۰/-	۷۳۲۶۹۰۶/-	۲۸۹۹۵۵۹/-
۲۔	ڈیری فارم پشین	۱۵۷۶۰۰۰/-	۳۸۲۰۰۰/-	۲۲۵۶۰۰۰/-	۶۳۲۰۰۰/-	۲۱۳۲۳۰۱/-	۸۶۱۳۰۰۸/-
۳۔	ڈیری فارم لورالائی	۱۵۸۵۰۰۰/-	۱۱۳۳۰۰۰/-	۲۰۶۳۰۰۰/-	۸۱۳۰۰۰/-	۲۰۳۸۳۰۸/-	۷۳۲۵۳۳/-
۴۔	ڈیری فارم کوہلو	۱۱۸۸۰۰۰/-	۴۶۱۰۰۰/-	۱۷۶۱۰۰۰/-	۳۳۳۰۰۰/-	۱۳۷۳۲۰۳/-	۲۲۰۳۳۳/-
۵۔	ڈیری فارم مستونگ	۱۳۱۸۰۰۰/-	۸۷۱۰۰۰/-	۲۱۱۷۰۰۰/-	۱۱۳۲۰۰۰/-	۱۷۰۶۵۳۸/-	۱۱۵۰۳۳۸/-
۶۔	ڈی ریفارم نوشکی	۷۵۵۰۰۰/-	۵۷۷۰۰۰/-	۱۱۳۶۰۰۰/-	۷۵۲۰۰۰/-	۱۰۹۹۰۲۳/-	۷۰۸۰۹۳/-
۷۔	ڈیری فارم قلات	۸۶۱۰۰۰/-	۲۸۲۰۰۰/-	۱۰۳۸۰۰۰/-	۳۷۱۰۰۰/-	۱۱۸۷۶۸۸/-	۳۲۱۳۵۸/-
۸۔	ڈیری فارم خضدار	۱۳۱۸۰۰۰/-	۳۷۶۰۰۰/-	۱۱۷۷۰۰۰/-	۳۰۷۰۰۰/-	۱۳۱۵۹۳۳/-	۵۶۱۳۱۵/-

۹	ڈیری فارم تربت	۱۰۷۱۰۰۰/-	۱۸۲۰۰۰/-	۱۵۲۵۰۰۰/-	۲۵۵۰۰۰/-	۱۳۰۲۷۴۲/-	۳۶۲۰۶۶/-
۱۰	کیٹل فارم اوستہ محمد	۲۹۰۳۰۰۰/-	۱۲۴۹۰۰۰/-	۳۰۷۹۰۰۰/-	۱۵۵۱۰۰۰/-	۵۶۹۴۲۵۶/-	۲۲۳۰۳۶۶/-
۱۱	بیف پروڈکشن سینٹر سبی	۲۹۷۶۰۰۰/-	۵۰۲۰۰۰/-	۳۱۳۴۰۰۰/-	۷۷۳۰۰۰/-		
۱۲	ریڈ سندھی فارم حب	۱۷۷۴۰۰۰/-	۵۸۱۰۰۰/-	-	-	۲۳۳۴۳۹۴/-	۴۳۱۰۲۶/-
۱۳	ڈیری فارم ژوب	-	-	۶۰۲۰۰۰/-	۱۸۰۰۰۰/-	۸۹۱۳۱۶/-	۵۴۰۷۵۴/-
۱۴	ڈیری فارم پنجگور	-	-	-	-	۷۲۴۲۶۹/-	۳۳۹۳۵۸/-
۱۵	ڈیری فارم خاران	-	-	-	-	۱۰۴۶۰۰/-	۳۶۰/-
۱۶	ڈیری فارم ڈیرہ بگٹی	-	-	-	-	۹۴۷۸۸۰/-	

گوشوارہ خرچ / آمدن سرکاری مرغی خانہ
برائے سال ۹۱–۱۹۹۰ء، ۹۲–۱۹۹۱ء اور ۹۳–۱۹۹۲ء

نمبر شمار	نام مرغی خانہ	۹۱–۱۹۹۰ء خرچ	۹۱–۱۹۹۰ء آمدن	۹۲–۱۹۹۱ء خرچ	۹۲–۱۹۹۱ء آمدن	۹۳–۱۹۹۲ء خرچ	۹۳–۱۹۹۲ء آمدن

۱-	مرغی خانہ کوئٹہ	۳۰۲۹۰۰۰/-	۱۳۰۳۰۰۰/-	۳۵۱۹۰۰۰/-	۱۲۱۱۰۰۰/-	۴۷۰۲۸۱۰/-	۱۹۵۳۹۰۵/-
۲-	مرغی خانہ پشین	۶۹۰۰۰/-	۲۷۷۰۰۰/-	۹۳۶۰۰۰/-	۳۴۷۰۰۰/-	۸۱۶۰۳۶/-	۲۷۴۵۲۷/-
۳-	مرغی خانہ لورالائی	۸۸۸۰۰۰/-	۲۴۶۰۰۰/-	۱۱۴۳۰۰۰/-	۲۶۰۰۰۰/-	۱۰۵۰۶۷۹/-	۲۵۱۷۸۹/-
۴-	مرغی خانہ ژوب	۹۳۲۰۰۰/-	۴۳۴۰۰۰/-	۹۳۲۰۰۰/-	۳۷۱۰۰۰/-	۱۱۱۰۵۴۹/-	۴۰۲۶۳۷/-
۵-	مرغی خانہ مسلم باغ	۸۵۰۰۰/-	۱۲۲۰۰۰/-	۵۲۳۰۰۰/-	۱۳۵۰۰۰/-	۱۰۳۸۷۸۳/-	۱۲۳۸۵۶/-
۶-	مرغی خانہ زیارت	۲۷۸۰۰۰/-	۸۰۰۰۰/-	۵۰۵۰۰۰/-	۱۰۷۰۰۰/-	۳۲۰۰۲۹/-	۱۳۲۱۱۶/-
۷-	مرغی خانہ کوہلو	۵۱۳۰۰۰/-	۱۱۳۰۰۰/-	۵۲۲۰۰۰/-	۱۰۱۰۰۰/-	۶۲۲۹۱۳/-	۱۷۸۴۰۴/-
۸-	مرغی خانہ ڈیرہ بگٹی	۴۲۸۰۰۰/-	۱۹۳۰۰۰/-	۶۳۳۰۰۰/-	۱۸۴۰۰۰/-	۵۴۸۵۴۶/-	۱۹۴۳۴۹/-
۹-	مرغی خانہ سبی	۷۵۳۰۰۰/-	۳۰۰۰۰۰/-	۹۶۸۰۰۰/-	۳۰۰۰۰۰/-	۸۱۱۴۰۴/-	۳۶۷۹۵۶/-
۱۰-	مرغی خانہ نوشکی	۷۲۵۰۰۰/-	۲۶۰۰۰۰/-	۸۵۷۰۰۰/-	۲۰۷۰۰۰/-	۷۶۸۰۹۵/-	۲۴۱۹۱۵/-
۱۱-	مرغی خانہ قلات	۲۴۳۰۰۰/-	۸۳۰۰۰/-	۲۸۵۰۰۰/-	۱۳۰۰۰۰/-	۳۹۹۲۷۱/-	۱۳۰۳۷۹/-
۱۲-	مرغی خانہ خضدار	۷۶۴۰۰۰/-	۳۶۴۰۰۰/-	۹۷۵۰۰۰/-	۱۸۳۰۰۰/-	۹۸۱۶۵۷/-	۴۳۲۶۱۸/-
۱۳-	مرغی خانہ اوتھل	۳۸۰۰۰۰/-	۱۷۰۰۰۰/-	۴۰۰۰۰۰/-	۲۰۳۰۰۰/-	۳۰۷۰۲۵/-	۱۹۵۵۵۴/-

۱۵-	مرغی خانہ تربت	۵۰۶۰۰۰/-	۱۹۰۰۰۰/-	۸۹۶۰۰۰/-	۲۰۳۰۰۰/-	۷۰۰۶۵۳/-	۲۰۹۵۸۶/-
۱۶-	مرغی خانہ گوادر	۲۵۶۰۰۰/-	۱۳۷۰۰۰/-	۳۸۶۰۰۰/-	۷۳۰۰۰/-	۳۳۶۷۸۸/-	۱۳۲۲۹۵/-
۱۷-	مرغی خانہ پسنی	۱۱۹۰۰۰/-	۱۳۳۰۰۰/-	۲۷۹۰۰۰/-	۵۸۰۰۰/-	۱۸۲۶۶۰/-	۹۳۳۶۸/-
۱۸-	مرغی خانہ پنجگور	۶۶۳۰۰۰/-	۱۳۹۰۰۰/-	۸۷۶۰۰۰/-	۱۶۰۰۰۰/-	۸۵۶۳۳۷/-	۲۲۳۰۶۱/-

گوشوارہ خرچ / آمدن سرکاری بھیڑوں / بکری فارمز
برائے سال ۹۱-۱۹۹۰ء، ۹۲-۱۹۹۱ء اور ۹۳-۱۹۹۲ء

نمبر شمار	نام فارم	۹۱-۱۹۹۰ء		۹۲-۱۹۹۱ء		۹۴-۱۹۹۳ء	
		خرچ	آمدن	خرچ	آمدن	خرچ	آمدن
۱-	قرہ قل شیپ فارم مسلخ	۱۵۷۱۰۰۰/-	۳۸۳۰۰۰/-	۲۲۶۱۰۰۰/-	۵۲۱۰۰۰/-	-	-
۲-	انیمل پروڈکشن ٹیڈی بکریاں	۳۵۶۰۰۰/-	۱۳۰۰۰/-	۷۰۶۰۰۰/-	۳۶۰۰۰/-	-	-
۳-	کثیر المقاصد بھیڑ بکریوں	۲۸۸۱۰۰۰/-	۳۵۸۰۰۰/-	۲۵۷۳۰۰۰/-	۳۵۹۰۰۰/-	-	-

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! وزیر صاحب پڑھ کر سنائیں۔ تاکہ نقصانات کا اندازہ ہو جائے کہ بلوچستان کو کتنا فائدہ ہے اور کتنا نقصان ہوا ہے

وزیر امور پرورش حیوانات :- جناب والا! ویسے یہ اردو میں ہے آپ اسے پڑھ بھی سکتے ہیں۔ اگر آپ اردو نہیں پڑھ سکتے تو پھر اور بات ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! وہ اسے پڑھ کر سنائیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات :- جناب والا! اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو بتادیں۔ یہ سوال طویل ہے۔ اسمبلی کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر :- اس سوال کا جواب بہت طویل ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اگر کوئی سپلیمنٹری کوسچن question ہے تو کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! یہاں پر تفصیل میں دیا ہے لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ لیکن پر جو سرکاری ڈیری فارم ہے یا پولٹری فارم ہے ان کی اتنی افادیت تو نہیں ہوتی ہے جتنا کے ہم نے اس سے نقصان اٹھایا ہے۔ شاید وزیر صاحب یہ جانتے ہیں کہ نقصان زیادہ ہے اور افادیت کم ہے اور تفصیل میں نقصان زیادہ دیا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات :- جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ نقصان واقعی ہے۔ یہ نقصان اس لئے ہے کہ یہ فارم ہم نے اس لئے نہیں بنائے ہیں اس میں ہم کمائی کریں۔ فارموں کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی افادیت سے روشناس کرایا جائے اور مولوی صاحب آپ خود سمجھتے ہیں کہ جہاں دس آدمی کی ضرورت ہے وہاں سو آدمی رکھے گئے ہیں۔ یہاں بلوچستان میں بیروزگاری ہے اور دوسرے بلوچستان میں ملز وغیرہ بھی نہیں ہیں۔ اصل وجہ اسٹاف کو زیادہ بھرتی کرنے کی وجہ ہے اور اس کی وجہ سے نقصان ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! وزیر صاحب یہ جواب دیا ہے کہ صرف

روزگار کا مسئلہ ہے۔ عوام کو اس سے کوئی افادیت نہیں ہے اور عوامی مارکیٹ میں اس سے نہ کوئی فائدہ ہے۔ نہ اس سے کوئی ریسرچ ہے۔ حمید خان صاحب انھیں بتا رہے ہیں کہ ریسرچ ہو رہی ہے۔ اصل میں وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- (پوائنٹ آف آرڈر)
جناب اسپیکر صاحب! یہ جو فارم ہوتے ہیں زراعت کے یا بھیڑ بکریوں وغیرہ کے لئے اصل میں ان کا مقصد ریسرچ ہوتا ہے اور ریسرچ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس شعبہ میں خرچ کرنا ہو۔ آمدنی کا سوچنا نہیں ہوتا ہے ان کی بیماریوں ان کی خوراک ان کی پیداوار کی اور ان کی علیحدہ نسلوں کی اسٹڈی study کی جاتی ہے۔ اگر مولانا صاحب کو ریسرچ کے مقصد کا پتہ ہے تو یہ سارے فارم ریسرچ کے مقاصد کے لئے ہیں ان میں خرچ کو نہیں دیکھا جاتا ہے یہ بات بھی نہیں ہے کہ اینمل بینڈری ریسرچ نہیں کی جاتی ہے بلکہ ریسرچ زندگی کے ہر شعبہ میں کی جاتی ہے۔ ہسپتال میں بھی دوائیوں میں بھی ایجوکیشن میں بھی ایگریکلچر میں بھی یہ فارم جو ہیں سارے ریسرچ کے لئے ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب والا! خان صاحب یہ بات اتنی کافی ہے۔ زیادہ بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر :- جناب خان صاحب اس ریسرچ کے نتیجہ میں کوئی نئی نسل بنی ہے

۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! ریسرچ کے میدان میں ہم نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- جناب والا! یہ جو شیپ sheep ہے اس کی یہاں جو نسل کشی ہوئی ہے۔ یہ میرے خیال میں پہلی مرتبہ ہوئی ہے۔ قرہ قل نسل بنی ہے۔ میرے خیال میں یہ محکمہ کی بڑی حد تک کامیابی ہے کہ انھوں نے قرہ قل

نسل کی شیپ sheep کو بلوچستان میں Introduce کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔ ریسرچ کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک چھوٹی سے بات کا معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اس سے مجموعی طور پر ساری سوسائٹی کو اور سارے عوام کو بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اس کے مقابلے میں ہمارے چند لاکھ روپے خرچ ہو جاتے ہیں پر تو اتنی بڑی بات نہیں ہوتی ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! بس میری تجویز یہ ہے کہ وہ اپنی پر ریسرچ کریں یعنی اپنی ریسرچ پر ذرا ریسرچ کریں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- جناب والا! اگر مولانا صاحب کی یہ تجویز ہے کہ اگر عمل کیا جائے تو حکومت اس پر غور کر سکتی ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! فائدے کی بجائے نقصان کم کیا جائے نقصان کم کیا جائے اور اپنی ریسرچ پر ریسرچ کی جائے۔

مسٹر عبدالنبی جمالی (وزیر) :- جناب والا! پورا ریلوے نقصان میں جارہا ہے کیا وہ اپنے پورے ملازمین کو نکال دے؟ اور ریلوے کو بند کردیا جائے اور لوگوں کو سہولت سے محروم رکھے۔

جناب اسپیکر :- مہربانی کرکے مزید بحث نہ کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا جیسا کہ مولانا باری صاحب نے فرمایا ہے بقول وزیر موصوف ان ڈیری فارموں پر یا پولٹری فارموں پر نقصان زیادہ ہے جو اخراجات دیئے گئے وہ اخراجات تو کم سے کم پورے کئے جائیں۔ توٹل اس کا لگایا جائے تو اس پر کروڑوں روپے کا نقصان ہے۔ آیا ہر سال یہ حکومت ریسرچ کے نام پر کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرتی رہے گی۔ کیا اس کے لئے ان کے ذہن میں کوئی اور بھی تجویز ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب والا! آپ اس کے لئے تجویز دیں۔ آپ جو اس کے لئے تجاویز دیں گے ہم اس پر غور کریں گے کہ آپ اس میں کیا تجویز پیش کرتے ہیں کہ اس کے نقصانات کو کیسے کم کیا جائے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تحقیق مقاصد کے لئے ہیں کسی اور مقاصد کے لئے نہیں ہے اور نسل کی بہتری کے لئے ہے صرف اس میں جو صرف ایک شعبہ ہے آرٹفشل انسلیشن artifical insolation ہے۔ اس سے ہزاروں گائیں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس وجہ سے ان کی پروڈکشن ہوئی ہے۔ جو پہلے آٹھ سیر دودھ دیتی تھی۔ وہ اب بیس سیر دیتی ہے میں نے پشین میں دورہ خود کیا تھا۔ ان کے فارمز دیکھے تھے لوکل گوئیوں کو آرٹفشل طریقے سے Breed کیا گیا تھا جب اس سے نسل پیدا ہوا اس کی پروڈکشن ڈبل ہوگئی ہے اس میں فائدہ ہم یہ بتاتے ہیں اور اس میں اگر آپ کنٹرول بتاتے ہیں آپ اس کے لئے تجاویز دیں تو انشاء اللہ اس پر ہم مکمل غور کریں گے اور ہر ممکن اس کو کنٹرول کریں گے۔

سردار محمد اختر مینگل :- وزیر موصوف نے جیسا کہ نقصانات کے لئے ہماری تجاویز مانگی ہیں تو میں عرض کرونگا کہ یہ جو اخراجات ہو رہے ہیں یہ ان کی نسل بڑھانے کے لئے یا محکمے کی نسل بڑھانے کے لئے ہیں؟

مسٹر عبدالمجید بزنجو (وزیر) :- جناب اسپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے معزز ممبران صاحبان کو بتادیا ہے کہ جب جہاں دس آدمی کی ضرورت ہے وہاں سو آدمی بھرتی کئے گئے ہیں اصل وجہ اس نقصان کی انہیں ملازمین کی تنخواہ ہے اور کوئی اتنا بڑا نقصان نہیں ہے۔ تنخواہوں کی وجہ سے یہ ہے ویسے بے روزگاری ہے لوگ نوکریوں کے لئے کہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اس کا بہت بوجھ بڑھ گیا ہے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس میں اہم نکتہ ہے کہ اس میں ریسرچ کی مقصدیت کو سب سمجھیں۔ میں

تھوڑی سی مثال دیتا ہوں کہ کینسر کی بیماری انسانوں میں ہوتی ہے۔ ساری دنیا میں اس پر ریسرچ ہو رہی ہے اور اربوں روپے اور بلین ڈالرز ابھی تک اس پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود کینسر کے علاج کا ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے اگر اس کا یہ مسئلہ ہے کہ اس کا مقصد یہ تو نہیں کہ ہمیں ریسرچ چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس پر زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ یہی حال اس کے لئے ہماری مال مویشی کا ہے زراعت کا ہے اس کے لئے منصوبے اور مقاصد ہیں اس کے لئے یہ ریسرچ ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں ریسرچ کے مقصدیت کو سمجھنا ایک بنیادی نکتہ ہے۔

جناب اسپیکر :- رخصت کی درخواستیں ہیں تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی) :- میر اسرار اللہ خان زھری وزیر زراعت نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی) :- مولوی عطاء اللہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی) :- سردار ثناء اللہ زھری صاحب وزیر بلدیات سرکاری میٹنگ کے سلسلے میں خضدار گئے ہیں۔ انہوں نے آج کے اجلاس سے

(رخصت منظور کی گئی)

میزانیہ بابت ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۲ء پر عام بحث

جناب اسپیکر :- اب قائد حزب اختلاف میزانیہ بابت ۹۲-۱۹۹۵ء پر عام بحث کریں گے۔

سردار محمد اختر مینگل (قائد حزب اختلاف) :- جناب اسپیکر! معزز ممبران اسمبلی! بجٹ جو کہ ہمارے فنانس منسٹر کچھ دن پہلے بری شوخی اور بڑی ہچکچاہٹ سے پیش کیا ہے۔ بجٹ پر تقریر کی ہے اور اس سے بیرونی حالات کا اندازہ ہوجاتا ہے اس دن ہم نے محسوس کیا تھا کہ بجٹ پر کم توجہ تھی اور ہچکچاہٹ اور رکنے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی زادہ توجہ تھی یہاں پر چ کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے اس لئے مائیک اس طرح بند ہوتے رہیں گے۔ جناب اسپیکر! جس طرح یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے کافی لمبی اس پر ہمارے وزیر خزانہ نے تقریر بھی کی ہے۔ کوشش تو یہ کی گئی ہے کہ اس بجٹ کی خامیوں کو اچھائیوں کی شکل میں پیش کیا جائے۔ لیکن حقیقت اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ ہزار ہا بار اس کو کوئی چھپانے کی کوشش کرے۔ چاہے ان کو کاغذوں سے چھپایا جائے یا بڑے بڑے پہاڑ اس پر رکھے جائیں۔ حقیقت میں ایسا وقت آتا ہے کہ وہ ضمیر سے بھی پھوٹ کر انسان کے سامنے آجاتی ہے۔ جناب اسپیکر! کسی بھی صوبے کی ترقی کا دارومدار اس کی مختص شدہ ترقیاتی بجٹ سے ہوتا ہے اور بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے کی پسماندگی دور کرنے کا دارومدار بھی اس پر ہے کہ ترقیات کی مد میں کس طرح رقوم رکھی گئی ہیں۔ اور موجودہ بجٹ کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں غیرپیداواری اور غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے دس ارب سترٹھ کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے۔ جبکہ پبلک سیکٹر ترقیاتی پروگرام کے لئے صرف چار ارب ستائیس کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس طرح غیر پیداواری بجٹ ترقیاتی بجٹ سے اڑھائی گنا زیادہ ہے۔ اس سے جناب وزیر خزانہ جو بڑے دعویٰ کررہے تھے کہ یہ بجٹ ترقیاتی ہے۔ یہ ترقیاتی بجٹ ہے۔ یہ بجٹ پچھلے بجٹوں سے

مختلف ہے اس سے ہمارے وزیر خزانہ کی تقریباً جو دعوے تھے۔ اس کے پول کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ اس میں بڑے زور دے کر ان الفاظ کے ساتھ کہا تھا کہ عوام کے معاشی اور معاشرتی حالات کو بہتر کریں گے کیا عوام کے معاشی اور معاشرتی حالات اس طرح بہتر کیئے جاتے ہیں۔ اور روزگار کے مواقع پیدا کریں گے۔ نہ جانے ہمارے وزیر صاحب نے روزگار کا نام لیا ہے۔ ان کا اشارہ کن کی طرف تھا۔ کیا یہ روزگار بے روزگاروں کو مہیا کیا جائے گا۔ یا پہلے سے جو برسرروزگار ہیں ان کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ اور جب چھوٹی صنعتوں جو صوبے میں نہیں لگیں گی۔ یہ تو معاشی ترقی کیسے ہوگی سماجی خدمات پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے تو معاشی ترقی کیسے ہوگی۔ آبپاشی اور انسٹرافیکچر جب نہ ہوگا تو روزگار کے مواقع کیسے پیدا ہونگے۔

جناب اسپیکر! عوامی بجٹ جو پیش کیا گیا ہے جس سے معاشی ترقی کو آگے بڑھانے کے لئے بڑے دعوئی کیئے جا رہے ہیں آیئے اس کا پوسٹ مارٹم کر کے دیکھیں کہ اس کے اندر کیا کچھ بھرا گیا ہے کونسے وہ حالات ہیں کونسے ترقی کے دعوے ہیں جس سے عوام کو تاریکی میں رکھا جا رہا ہے۔ ۹۲-۱۹۹۳ء کے بجٹ چار ارب اکاون کروڑ ترقیاتی مد میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ اس سال گھٹ کر چار کروڑ ۲۷ ارب روپے کردی گئی ہے۔ پچھلی حکومتوں پر اعتراض کرتے تھے اس سے تو ہم خود گھٹ کر اس سے کچھ نیچے آگئے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہر صوبے کا یا علاقہ ہو کوئی ملک ہو علاقہ ہو صوبہ ہو اس کا دارومدار کیمونکیشن Communcation پر ہوتا ہے۔ چاہے مارکیٹ اپروچ ہو۔ یا مقامی آمدورفت کا کوئی مسئلہ ہو۔ جب کسی ملک کا صوبے کا کیمونکیشن Communcation بڑا نہ ہو نہ تو وہ اس صوبے ترقی کی راہ پر جا سکتا ہے نہ کس حد تک وہ ترقی کر سکتا ہے۔ موجودہ بجٹ میں ہائی ویز' روڈز اور برجز Bridges کو پچھلے سال ۶۹ کروڑ کے مقابلے میں ۴۳ کروڑ کر دی گئی ہے اس کو بھی ہم معاشی ترقی کا نام دے رہے ہیں۔ روڈز کی حالت ہمارے وزراء صاحبان ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی مختلف علاقوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں ان کو ان روڈوں کی حالت بھی معلوم ہے۔ ہم ممبران اسمبلی یا

وزرا صاحبان سرکاری دورہ ان علاقوں کا کبھی کبھی کرلیتے ہیں۔ مگر وہاں کی مقامی آبادی جن کا روزمرہ اس علاقے کا تعلق ہے اور ان کا آنا جانا رہتا ہے ان سے پوچھئے کہ ان پر کیا گزرتی ہے میں آپ کو مثال دونگا پشنی اور اورماڑہ بسول سیکشن جس کو کہتے ہیں اس پر موجودہ بجٹ میں اس کا ہم نے پوسٹ مارٹم کیا ہے ٹوٹل ایک کروڑ پچاس لاکھ ۹۳-۶-۳۰ تک خرچ کئے گئے ہیں۔ ۹۳-۶-۳۰ کے بعد میرے خیال میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس علاقے کا دورہ کرچکے ہیں ہم خود بھی اس علاقے کا دورہ کرچکے ہیں کہ وہ تیس کروڑ اور پچاس لاکھ کی جو رقم ہے جس کا تیرہ فی صد خرچ کیا گیا ہے روڈ پر وہ کہاں خرچ کئے گئے ہیں۔ پشنی اور ماڑہ کا جو فاصلہ ہے وہ اتنا فاصلہ بھی نہیں ہے۔ مگر اس میں جو وقت لگتا ہے جو ٹائم لگتا ہے۔ جو انسان تو اپنی گاڑیاں لے جاتے ہیں ان کی حالت آپ پوچھیں تو ان کی حالت کیا ہوتی ہے میرے خیال میں جو کوئی بھی اس علاقے سے گزار ہے یا وہ وزراء صاحبان کرسیوں پر بیٹھے خوردبین لگاکر ان علاقوں کا نظارہ کرتے ہیں لیکن جو وزراء صاحبان گزرے ہوں یا جن وزراء صاحبان نے اس سڑکوں کا جائزہ لیا ہے ان کو پتہ چلے اکہ ان روڈ پر تیرہ فیصد رقم کہاں خرچ ہوئی ہے اس کے علاوہ بی بی نانی روڈ ہے۔ جس سے میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر صاحب بھی اس سے خود باخبر ہونگے۔ تیس لاکھ ٹوٹل رقم اس کے لئے دی گئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- وہ تو نیشنل ہائی وے ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- موجودہ بجٹ میں اس کے لئے تیس لاکھ کی رقم دی گئی ہے۔

یہ موجودہ بجٹ ۹۵-۱۹۹۴ء میں ہے۔ ہمارے وزراء صاحبان پر اکثر سوالات بھی ہوتے ہیں وہ یہاں آکر پڑھتے ہیں اس دن بھی میرے خیال میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب کو دروازے پر بجٹ سپیچ کی کاپی دے دی گئی ہے کہ آپ کو اندر جاکر کیا پڑھنا ہے تو وزیر صاحب اس کو پڑھ کر آئیں تو آپ کو اس کا اندازہ ہوگا۔ اس روڈ پر ۹۴-۱۹۹۳ء کے لئے دئے گئے تھے

اس پر ایک ٹیڈی بھی خرچ نہیں کی گئی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ آپ کا بجٹ کہہ رہا ہے بی بی نانی روڈ جو کہ بولان میں ہے۔

وزیر خزانہ :- یہ صوبہ میں نہیں ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- پھر صوبائی حکومت نے یہ تیس لاکھ کیسے خرچ کئے ہوئے ہیں؟

وزیر خزانہ :- یہ لنک روڈ ہوگا۔ سردار صاحب اس کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ میں روڈ main rood جو ہیں وہ نیشنل ہائی وے کے ہیں۔ صوبائی حکومت کے نہیں ہیں۔

Government is not suppored spend any penny on it.

Provincial

جناب اسپیکر :- یہ بی بی نانی کا ایک لنک روڈ ہے جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں۔ سہلنجی وہیں سے یہ روڈ نکلتا ہے۔

وزیر خزانہ :- پھر یہ لنک روڈ ہوگا۔

سردار محمد اختر مینگل :- میں نے تو مین روڈ کی بات نہیں کی ہے۔ میں نے کہا ہے آپ صرف اپنی ایس کے بی پر پہنچ گئے ہیں۔ وزیر موصوف۔ تو اس بی بی نانی روڈ کے لئے جو تیس لاکھ کی رقم مقرر کی گئی تھی اس سے ایک ۵ ٹیڈی خرچ کیوں نہیں ہوئی ہے؟

کیا وجوہات ہیں جو اب تک ایک سال اور ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود وہ رقمیں رکھی گئیں ہیں کن تجوریوں میں رکھی گئی ہے کن بریف کیسوں میں رکھی گئی ہے اس کی تو وضاحت کی جائے۔ رقم جو مخصوص کی گئی تھی وہ روڈوں پر خرش کرنے کے لئے تجوریوں کی سجاوٹ کے لئے تو نہیں تھی۔ ان میں تینتیس روڈوں کے پراجیکٹ جناب اسپیکر! ایسے ہیں جن کے لئے رقم مختص کی گئی تھی لیکن ان پر بی بی نانی کے علاوہ ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا ہے۔ آیا

وہ پیسے ابھی تک کس بینک میں انٹرسٹ کی خاطر جمع کئے گئے ہیں وہ دگنے سے تگنے ہونگے پر یہ روڈ کی حالت بہتر کریں گے۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر روڈوں کا سلسلہ جاری ہے اور وزیر خزانہ روڈوں پر کچھ سہ بھی نہیں سکتے ہیں۔

جناب والا! چونکہ روڈوں کی بات جاری ہے اور وزیر خزانہ روڈوں کے بارے میں کچھ سہ بھی نہیں سکتے ہیں اور ماڑہ لیاری روڈ ہے اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس کے لے ۴۹ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے صرف ۴۲ کروڑ خرچ کئے گئے ہیں پھر بھی یہ کہا گیا ہے اور ۴۲ کروڑ جب کسی روڈ پر خرچ کئے جاتے ہیں تو میرے خیال میں پھر تو اس روڈ کی ایسی حالت نہیں ہونی چاہئے کہ جب آدمی اورماڑہ نکلتے ہوئے لیاری تک پہنچے تو اس کی شکل بھی نہیں پہچانی جائے۔ جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا جب ہم اس علاقے کا دورہ کررہے تھے اورماڑہ سے لیاری تک پہنچتے ہوئے دس گھنٹے لگے ہیں اور اس روڈ پر ۴۲ کروڑ خرچ کئے گئے ہیں۔ جناب والا! اگر اس میں کوئی غلطیاں ہیں تو آپ کے کاتب نے اور بجٹ بنانے والوں نے کی ہیں۔

شیخ جعفرخان مندوخیل (وزیر) :- سردار صاحب کے متعلق پہلے سے مشہور ہے کہ وہ بغیر پڑھے تبصرہ کردیتے ہیں سردار صاحب کو غلطی ہوئی ہے۔ پچھلے دس سال سے جو اس پر کام ہورہا تھا یہ اس کا ٹوٹل ہے آپ پڑھ لیں آپ کو نظر آجائے گا۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! میں نے کہا کہ ہمارے وزیر خزانہ روڈوں کے معاملہ میں بڑے بے چین ہو رہے ہیں آپ فکر نہ کریں آپ کا ٹھیکہ کسی اور کو نہیں چھیننے دیں گے میں اپنی تقریر ختم کرلوں پھر آپ کو پورا دن دیں گے جو ہماری غلطیاں ہیں اس پر تنقید کریں اپنی جو اچھائیاں ہیں ان کو وہ سنہری الفاظ میں پیش کریں ہمیں وزیر صاحب سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

میر محمد صادق عمرانی :- آپ نے تقریر کی ہے اس میں کسی نے مداخلت نہیں کی

ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- اسی کا صلہ ہمیں دے رہے ہیں۔

وزیر خزانہ :- بہرحال غلطی ہوگی ہے میرا مقصد یہ نہیں تھا بے شک سردار صاحب تقریر کریں جو بھی وہ کہیں ہم سمجھ رہے تھے کہ وضاحت کے لئے ہم نے کہہ دیا تھا۔ بعض جگہوں کے لئے کہا تھا سردار صاحب اپنی تقریر ختم کریں ہم کچھ بھی نہیں کہیں گے THAT SORRY FOR انشاءاللہ ہم خاموش رہیں گے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب وزیر صاحب آپ تو بہت پرانے ہم سے بھی اس ایوان کے ممبر رہ چکے ہیں آپ کو تو کم از کم اس ایوان کے تمام آداب اور روائتوں کا تو خیال رکھنا چاہئے معاشی خدمات میں ۹۳-۱۹۹۴ء کے بجٹ میں ترمیمی میں ۳۵ کروڑ کی بجائے صرف چودہ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ جو دعویٰ کر رہے تھے کہ ہم صوبے کو معاشی ترقی دینا چاہتے ہیں۔ ۳۵ کے مقابلے میں جب ۱۴ کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے یہ نہ جانے ہم کم قیمت کی ترقی پر گزارہ کر رہے ہیں میرے خیال میں جو موجودہ حالات ہیں اور یہ جو مہنگائی کا دور چل رہا ہے جس میں ہر چیز کی قیمت عروج پر پہنچ گئی ہے ۳۵ کے مقابلے میں جو چودہ کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے وہ ناکافی ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ واقعی یہ صوبہ معاشی طور پر ترقی کرے اس کے معاشرتی حالات بہتر ہوں پہلے سے بہتر ہوں تو کمی کی بجائے اس میں اضافہ کرنا چاہئے مگر اس میں تو کمی کرکے تو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ معاشی ترقی کو خدمات کا جو دعویٰ کر رہے ہیں اس کو بہتر سے بدتر کی کوشش میں ہیں۔ جناب اسپیکر! ترقی کی مد میں جو رقوم صنعتوں اور معدنی وسائل کے لئے مقرر ہے وہ اتنی کم ہے کہ تیس لاکھ سے زیادہ نہیں تیس لاکھ جب ایک ملک کو اور ایک صوبے کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں اس کی دل سے معاشی ترقی چاہتے ہیں تیس لاکھ کی رقم چونکہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال ہے آج ہمیں یہ موقعہ بھی ہے کہ اس صوبے میں چھوٹی یا بڑی صنعتیں بھی لگائی جائیں مگر اس اہم مقصد انہوں نے دعویٰ کیا ہے وہ

ان کی تیس لاکھ کی رقم جو وہ اس رقم کو بڑی رقم سمجھتے ہیں جو انہوں نے یہ مخصوص کی ہوئی ہے جو کہ پچھلے سال کی ترمیمی بجٹ کا تیسرا حصہ بھی نہیں ہے پچھلے سال کی حکومت پر ان کی رقومات پر تنقید کی جاتی ہے۔

پچھلے دور کی صوبائی حکومت پر بھی تنقید کی جاتی ہے مگر ہم یہ نہیں دیکھتے اس وقت کی حکومتوں میں کون شامل تھے کون نہیں تھے مگر یہ جو ترمیمی بجٹ میں اتنی کمی کی جارہی ہے اس میں تو کم از کم ان پر انگلیاں نہ اٹھائیں ہم ان پر انگلیاں اٹھا کر کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا اور آپ کے وقت میں یہ ہورہا تھا اب ہم دیکھیں کہ ہمارے وقت میں کیا ہورہا ہے۔ جناب اسپیکر! معدنی وسائل کے لئے ان کی ترقی کے لئے کوئی جامع منصوبہ تیار نہیں کیا گیا ہے اگر صرف کوئی رقم رکھی گئی ہے تو صرف مائن پر پہنچنے کے لئے ایک روڈ اب نہ جانے کسی مائن کے مالک کو کوئلے کے کان کے مالک کو خوش رکھنے کے لئے اس کو ہمیشہ اس بندھن میں باندھنے کے لئے اور اپنے ساتھ رکھنے کے لئے کی گئی ہے یا واقعی یہ منرل ڈیولپمنٹ کی طرف اس کو مثبت قدم دیکھا جائے۔ جناب اسپیکر! معدنی ترقی کے لئے ۹۳-۱۹۹۴ء ملین روپے گئے تھے جو اب گھٹا کر ۳۶۵۹۰ ملین رکھے گئے ہیں چونکہ بلوچستان معدنی دولت سے مالا مال ہے اب اگر ہم اس پر بھی توجہ نہ دیں صرف اپنی توجہ بلوچستان کا بجٹ ہم ان چیزوں پر صرف کریں جس پر ہمیں کوئی آمدن نہ ہو تو میرخیل میں یہ صوبہ کبھی ترقی کی راہ پر چل سکے گا نہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے گا جب اس کے اپنے ہاتھ ہی اسکے اپنے پیروں کو کاٹنے پر تلے ہوئے ہوں جب اس کے اپنے بازو اس کے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے لئے تلے ہوئے ہوں کوشش میں ہوں وہ اپنے پاؤں پر کیسے کھڑے ہونگے۔ جناب اسپیکر! پھر میں آتا ہوں اس طرف کیونکہ اس بات کو بار بار ہمارے وزیر صاحب اپنی تقریر میں دہرا رہے تھے کہ سماجی خدمات ----- میں تعلیم صحت اور سوشل ویلفیئر شامل ہے جو کہ کسی معاشرے کی ترقی میں جناب اسپیکر اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس رقم کو بھی پچھلے بجٹ میں ایک ارب چھانوے کروڑ سے گھٹا کر گیارہ ارب چھہتر کروڑ کردی گئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری صوبائی حکومت ناخواندگی کو ختم

کرنے کی دن رات کوشش میں ہے کتنے وسائل اپنی کوشش میں ناخواندگی کو ختم کرنے پر لگی ہوئی ہے اور پھر جس صوبے کے وزیر صحت کی اپنی صحت بھی خراب ہو تو اس صوبے کے عوام کی کیا حالت ہوگی جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! ایک ارب چھانوے کروڑ سے گھٹا کر ایک ارب چھتو کروڑ رکھے گئے ہیں یا ہمارے صوبے میں ناخواندگی ختم ہوگئی ہے تمام علاقے کے لوگ پڑھے لکھے ہوگئے ہیں تمام علاقے کے لوگ صوبے کے لوگ ہمارے وزیر صاحب کی طرح صحت مند ہیں تو میرے خیل میں پھر یہ رقم بہتر ہے۔ جناب اسپیکر! اس طرح آبپاشی کے پچھلے سال کے باسٹھ کروڑ کے مقابلے میں اکسٹھ کروڑ کردی گئی جب آبپاشی کا مسئلہ آیا زیادہ تر بجٹ میں جاریہ اسکیموں کا ذکر ہے جو کچھ نئی اسکیمیں ہماری نظر سے گزری ہیں جن میں بھی واضح طور پر بھی کسی علاقے کا نام نہیں ہے جیسا کہ GROUND WATER DEVLOPMENT اور بلوچستان میں ۱۵ آبپاشی کے بور جن کی لاگت پانچ ملین ہے اور اس کو نئی اسکیم میں رکھا گیا ہے۔ موجودہ بجٹ میں زیادہ تر جاری اسکیموں کا ذکر ہے کچھ نئی اسکیمیں جو ہماری نظر سے گزری ہے ان میں بھی واضح طور پر کسی علاقے کا نام نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ گراونڈ واٹر ڈیولپمنٹ بلوچستان اسٹالیشن آف پندرہ نمبر ٹیسٹ بوران بلوچستان۔ ان کی کاسٹ پانچ ملین ہیں۔ جسے نئی اسکیموں میں رکھا گیا ہے اس کے بعد گراونڈ واٹر ڈیولپمنٹ انسٹالین آف بلوچستان ٹن نمبر ٹیوب ویل جھل مگسی کے لیے۔ پورے بلوچستان میں پندرہ اور صرف ایک ڈسٹرکٹ جھل مگسی کو دس ٹیوب ویل دیئے گئے ہیں۔ میرے خیال میں جھل مگسی کا رقبہ بھی اتنا بڑا نہیں۔ ٹھیک ہے لوگ زرعی پیداوار کے خواہش مند ہو مگر اس کا رقبہ پورے بلوچستان کے مقابلے میں بڑا نہیں۔ اسی طرح ان کی ریٹ کو دیکھا جائے پورے بلوچستان کے پندرہ ٹیوب ویلوں کی لاگت پانچ ملین اور جہاں پر دس ٹیوب ویل جھل مگسی کے ان کی بھی لاگت پانچ ملین ہیں۔ جناب اسپیکر چار ہزار پانچ سو پچھتر ملین جو کہ ترقیاتی مد میں خرچ ہونے گے۔ ان کو پورا کرنے کے لیئے فیڈرل اور بیرونی اداروں پر تکیہ کیا گیا ہے۔ کہ کب وہاں سے کچھ رحمتیں برسین گی کب وہاں سے کچھ ٹپکے گا۔ جس کا

آسرا میں ہم بیٹھیں رہے ہیں ۔ جس میں اسی کروڑ صوبائی حکومت ادا کر رہی ہے ۔ بقایا انحصار مرکزی حکومت سے یا بیرونی جو امداد ملے گی ان پر ہے ۔ جناب اسپیکر! اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صوبائی معشیت کا کس قدر کا کس قدر دیوالہ ہوگیا ہے ۔ کیونکہ اسی کروڑ صرف صوبائی حکومت دے رہی ہے ۔ ترقیاتی مد میں خرچ کرنے کے لیئے اس کے بعد بقایا جو بھی ہے ۔ بیرونی امداد پر آسرا ہے تو جناب اسپیکر آئندہ کی ترقیاتی پروگرام کے لیئے کوئی دستیاب وسائل حکومت کے پاس نہیں ۔ اگر ہے بھی تو غیر ترقیاتی مد میں خرچ کیے جا رہے ہیں اس طرح بیرونی اور وفاقی امداد پر تکیہ دیا تو بقول ہمارے وزراء صاحبان کے اور صوبائی حکومت کی طرف سے یہی بیانات آرہے ہیں کہ ایک لاکھ تیس ہزار جو صوبائی ملازمین ہیں ۔ آئندہ آنے والے وقت میں شائد حکومت اس پوزیشن می ں نہ ہو کہ ان کی تنخوائیں ادا کریں تو جناب اسپیکر یہ تھا ہمارے صوبائی بجٹ کا جنرل پوسٹ مارٹم جس سے شائد اس کی خون آلود شکل دیکھ کر ہمارے وزیر صاحبان بے چین ہوگئے ہیں ۔ اس کے پوسٹ مارٹم کے دوران اس سے جو کچھ نکلا ہے جس کو سلائی کر کے آرٹیفشل چمڑے کے حوالے سے چھپانے کی کوشش کی جاری تھی وہ سب کچھ سامنے آگیا ۔ جناب اسپیکر! اس سے پہلے میں اپنی بجٹ تقریر کا اختتام کروں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے آفیسران ' اہلکاروں کو بجٹ اجلاس کے اختتام پر ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر بونس دیا جاتا ہے ۔ یہ طریقہ کار قومی اسمبلی سینٹ اور دیگر صوبائی اسمبلیوں سے اپنایا گیا ہے اس کے علاوہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مالیاتی کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۱ء میں فیصلہ کیا تھا ۔ ہر سال بجٹ کے اختتام پر صوبائی اسمبلی کے ملازمین کو یہ بونس دیا جائے گا ۔ تو لہٰذا آج بجٹ تقریر پر بحث کے توسط سے میں گزارش کرونگا کہ اسمبلی کے آفیسران اہلکاروں کی بجٹ اجلاس کی کارروائی کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے سلسلے میں ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر بونس دیا جائے ۔ ظاہر ہے کہ ہمارے فنانس منسٹر یہی کہیں گے کہ آپ کا اعتراض تھا ۔ غیر ترقیاتی بجٹ پر میرے خیال میں اگر اتنا بوجھ برداشت کر چکے ہیں ایک بوجھ اور برداشت کریں ۔ پہلے اگر دس آدمی آپ کی عمر درازی کے لئے دعائیں دیتے تھے ۔

اب اسمبلی کے ملازمین بھی آپ کی درازی عمر اور اپنے منصب کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لیے دن رات دعائیں کرتے رہیں گے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ مجھے موقع دیا گیا۔ شکریہ

جناب اسپیکر :- اگر کوئی ممبر بجٹ پر بحث کرنا چاہئے؟ مزید کوئی ممبر بولنا نہیں چاہتا لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ۲۵ جون ۱۹۹۴ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس چار بج کر پانچ منٹ پر مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۴ء (بروز شنبہ) کی سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)